Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 2 Issue 1, Spring 2022
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

احادیث کی روشنی میں سیرت النبی ﷺ کے اجتہادی پہلو

Title: **Aspects of *Ijtihad* in the Biography of the Prophet (PBUH) in the Light of *Hadith***

Author (s): Muhammad Hammad Atta[1], Yasmin Nazir[2]

Affiliation (s): [1]University of the Punjab, Lahore & Visiting Lecturer PU.
[2]The Govt. Sadiq College Woman University, Bahawalpur.

DOI: https://doi.org/10.32350/mift.21.03

History: Received: Jan 04, 2022, Revised: Mar 7, 2022, Accepted: April 22, 2022, Available Online: June 25, 2022

Citation: Atta, Muhammad Hammad and Yasmin Nazir. " Aspects of *Ijtihad* in the Biography of the Prophet (PBUH) in the Light of *Hadith"* Mujalla *Islami Fikr-o-Tahzeeb* 2, no.1 (2022): 27–38. https://doi.org/10.32350/mift.21.03

Copyright: © The Authors

Licensing: This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

UMT

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities, University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

احادیث کی روشنی میں سیرت النبی ﷺ کے اجتہادی پہلو

Aspects of *Ijtihad* in the Biography of the Prophet (PBUH) in the light of *Hadith*

Muhammad Hammad Atta

PHD Scholar, Institute of Islamic Studies,

University of the Punjab, Lahore & Visiting Lecturer PU.

Yasmin Nazir

Assistant Professor of Islamic Studies,

The Govt Sadiq College Woman University, Bahawalpur.

Abstract

Ijtihad is an important way in Islamic legislation to reach the right decision in any matter. When a *mujtahid* performs *Ijtihad* with all *Ijtihad* and effort, he is sure to get his reward. The Holy Prophet (PBUH) also used *Ijtihad* in some instances during his life. But if *Ijtihad* was done in a particular religious matter and there was room for improvement in it, then Allah would have guided him through revelation. If the matter of *Ijtihad* was related to any work of the pure world, it would not have been changed by revelation, but in such matters the Prophet (PBUH) would have given his Companions the right to believe or not to believe. In this article, we have mentioned the aspects of *Ijtihad* during the life of the Holy Prophet (PBUH). These are divided into four strands, namely, "worship, affairs, war and worldly."

Keywords: *Hadith*, Biography of Prophet (PBUH), *Ijtihad* aspects

۱. تمہید

اللہ تعالیٰ نے انسان کی رشد وہدایت کے لیے اپنے مقرب بندوں (رسولوں) کو مختلف اوقات میں مختلف علاقوں اور اقوام کی طرف مبعوث فرمایا۔ ان پاکیزہ ہستیوں کی بعثت کا اکمال اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ساتھ علم وحکمت عطا فرماتے ہوئے لوگوں کو ان کی تعلیم دینے کا فریضہ بھی تفویض فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِيْنٍ"[1]۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا جب ان میں انھی میں سے ایک رسول بھیجا، وہ انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور بے شک وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی تعلیم کے جو اسباب مہیا فرمائے تھے ان میں سب سے اولین چیز قرآن مجید ہے، جس کے بعد سنت مبارکہ ہے۔ پھر سنت مبارکہ کی مختلف کیفیات ہیں۔ ان کیفیات میں سے ایک کیفیت کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد سے بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض معاملات میں اجتہاد سے بھی کام لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اجتہاد اور استنباط کے ذریعے احکامات کے حل کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے۔ اس مقصد کے لیے مسلمانوں کو اس کی صلاحیت رکھنے والوں کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوْا بِهِ وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهُ مِنْهُمْ

[1] آل عمران، ۳:۱۶۴۔

وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ لَاتَّبَعۡتُمُ الشَّيۡطٰنَ اِلَّا قَلِيۡلًا"[۲]۔اور جب ان کے پاس کوئی امن یا خوف کی خبر آتی تو وہ اسے مشہور کر دیتے ہیں، حالانکہ اگر وہ اسے رسول یا اپنے کسی ذمہ دار حاکم کے سپرد کر دیتے تو ایسی باتوں کی تہ تک پہنچنے والے اس کی حقیقت جان لیتے، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو چند ایک کے علاوہ تم ضرور شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔اس آیت میں استنباط کی بات کی گئی ہے جس کا ایک طریقہ اجتہاد بھی ہے۔معاملات کو سلجھانے کے لیے اس آیت میں استنباط (اجتہاد) کا ذکر کیا گیا ہے۔اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض معاملات میں اجتہاد سے کام لیتے تھے۔اس آرٹیکل میں سب سے پہلے اجتہاد کی لغوی و اصطلاحی تعریف پر بحث کی جائے گی۔ پھر احادیث و سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے اجتہادی پہلو کو اجاگر کیا جائے گا۔

۲. الاجتہاد لغۃً

لفظ اجتہاد باب "افتعال" کا مصدر ہے۔اس کے حروف اصلی "ج، ہ، د/جھد" ہیں۔لفظ "جھد" جیم پر زبر کے ساتھ ہو تو اس کا مطلب "طاقت" اور اگر لفظ "جھد" جیم پر پیش کے ساتھ ہو تو اس کا مطلب "مشقت" ہوتا ہے۔جبکہ لفظ "اجتہاد" کا مطلب "بذل الوسع" انتہائی کوشش کرنا ہے[۳]۔**علامہ جوہری رحمہ اللہ** "الصحاح" میں فرماتے ہیں: "**الاجتهاد و التجاهد: بذل الوسع**" اجتہاد اور تجاہد سے مراد بھرپور کوشش کرنا ہے[۴]۔امام محمد بن ابو بکر الرازی رحمہ اللہ نے بھی مختار الصحاح میں یہی بات نقل فرمائی ہے: "**الاجتهاد و التجاهد: بذل الوسع**" اجتہاد اور تجاہد سے مراد بھرپور کوشش کرنا ہے[۵]۔**مولانا عبد الحفیظ بلیاوی رحمہ اللہ** "مصباح اللغات" میں فرماتے ہیں: "**تجاهد و اجتهد في الامر**: کسی معاملے میں کوشش کرنا اور پوری طاقت صرف کرنا"[۶]۔ان تمام تعریفات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ لفظ "اجتہاد" کا لغوی معنیٰ "بھرپور کوشش کرنا اور پوری طاقت صرف کرنا" ہے۔یعنی انسان کسی کام کے لیے اپنی پوری طاقت کے ساتھ جستجو کرے۔

۳. الاجتہاد اصطلاحًا

اصول فقہ کے علماء نے اس کی مختلف تعریفات نقل کی ہیں۔ان میں سے چند تعریفات درج ذیل ہیں۔علامہ آمدی "الاحکام فی اصول الاحکام" میں اجتہاد کی تعریف ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "**استفراغ الوسع في طلب الظن بشيء من الأحكام الشرعية على وجه يحس من النفس العجز عن المزيد فيه**"[۷]۔احکام شرعیہ میں سے کسی چیز کے بارے یقین حاصل کرنے کے لیے ایسی کوشش کرنا کہ جس سے مزید میں نفس عاجزی محسوس کرے۔**امام غزالی** رحمہ اللہ اجتہاد کی تعریف کرتے ہوئے "المستصفیٰ" میں لکھتے ہیں: "**بذل المجتهد وسعه في**

---

[۲] النساء۴:۸۳۔

[۳] فیروز آبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب، العلامۃ، **القاموس المحیط** (بیروت: دار احیاء التراث العربی ۱۹۹۷ء)، ۱:۴۰۴۔

[۴] الجوہری، اسماعیل بن حماد، الامام، **معجم الصحاح** (بیروت: دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۲۰۰۵ء)، ۱۹۴۔

[۵] الرازی، محمد بن ابو بکر، الامام، **مختار الصحاح** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۹۹۹ء)، ۸۰۔

[۶] بلیاوی، ابوالفضل عبد الحفیظ، مولانا، **مصباح اللغات** (لاہور: خزینہ علم و ادب، س-ن)، ۱۲۱۔

[۷] الآمدی، ابوالحسن سید الدین علی بن ابی علی بن محمد بن مسلم الثعلبی، **الاحکام فی اصول الاحکام** (بیروت: المکتب الاسلامی، س-ن)، ۴:۱۶۲۔

طلب الحکم"[8]۔ حکم شرعی کی تلاش میں مجتہد کا اپنی پوری طاقت لگا دینا۔ **ابن رشد الحفید** اجتہاد کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "أما الاجتهاد فهو بذل المجتهد وسعه في الطلب بالآلات التي تشترط فيه"[9]۔ اجتہاد کے لیے جن امور کی شرط لگائی جاتی ہے ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجتہد کا (حکم شرعی کی) تلاش میں اپنی مکمل طاقت لگا دینا اجتہاد کہلاتا ہے۔

شہاب الدین الکورانی اجتہاد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "استفراغ الفقيه الوسع لتحصيل الظن بحكم شرعي"[10]۔ حکم شرعی کے بارے یقین حاصل کرنے کے لیے فقیہ کا مکمل طاقت لگا دینا۔ **ڈاکٹر وھبہ الزحیلی** اجتہاد کی تعریف کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: "هو عملية استنباط الاحكام الشرعية من ادلتها التفصيلية فی الشريعة"[11]۔ شریعت میں تفصیلی دلائل سے احکام شرعیہ کے استنباط کا عمل اجتہاد ہے۔ ۲۷ فروری ۲۰۲۱ء کو ہماری پی ایچ ڈی کی کلاس میں اجتہاد پر بات کرتے ہوئے محترم المقام استاذ گرامی ڈاکٹر سعد صدیقی دامت برکاتہ العالیہ نے اجتہاد کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی: "بذل المجتهد وسعة فی طلب العلم باحكام الشريعة بطريق الاستنباط"۔ استنباط کے طریقہ سے احکام شرعیہ کے علم کے حصول میں مجتہد کا اپنی بھرپور کوشش کرنا اجتہاد ہے۔

ان تمام تعریفات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اجتہاد اس عمل یا کوشش کا نام جو ایک مجتہد یا فقیہ کسی حکم شرعی کو شریعت کے مآخذ سے تلاش کرنے کے لیے کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بذاتہ فقیہ اعظم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر و اجتہاد کا حکم بھی دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا"[12]۔

اور جب ان کے پاس کوئی امن یا خوف کی خبر آتی تو وہ اسے مشہور کر دیتے ہیں، حالانکہ اگر وہ اسے رسول یا اپنے کسی ذمہ دار حاکم کے حوالے کر دیتے تو ایسی باتوں کی تہ تک پہنچنے والے اس کی حقیقت جان لیتے، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو چند ایک کے سوا تم ضرور شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔

اس آیت میں لفظ "امر" مطلق ہے جس سے مراد کوئی بھی (تشریعی یا غیر تشریعی) معاملہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے امور میں اجتہاد سے کام لیا۔ اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہادات کے وقت وحی کا نزول بھی ہو رہا تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد اور دیگر مجتہدین کے اجتہاد میں فرق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اجتہاد کی بنا پر کوئی امر اختیار فرماتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے اس کی توثیق ہو جاتی یا اس پر تنبیہ ہو جاتی۔ یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ عام مجتہدین کی غلطی کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ و

---

[8] الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد، الامام، **المستصفیٰ** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۳ء)، ۱:۲۸۱۔

[9] ابن الرشد الحفید، ابو الولید محمد بن احمد بن محمد، علامہ، **الضروری فی اصول الفقہ او مختصر الفقہ** (بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۴ء)، ۱:۱۳۷۔

[10] الکورانی، شھاب الدین احمد بن اسماعیل، **الدر اللوامع فی شرح جمع الجوامع** (مدینہ منورہ: الجامعۃ الاسلامیۃ، ۲۰۰۸ء)، ۴:۱۰۵۔

[11] وھبۃ الزحیلی، ڈاکٹر، **اصول الفقہ الاسلامی** (پشاور: کتب خانہ رشیدیہ، س-ن)، ۲:۱۰۳۹۔

[12] النساء ۴:۸۳۔

سلم سے اجتہاد میں غلطی نہیں ہوتی تھی بلکہ تنبیہ اعلیٰ ترین کے مقابل اعلیٰ تر اختیار کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کسی اجتہاد نبوی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ وغیرہ کے نازل نہ ہونے کو بھی توثیق الٰہی میں ہی شامل کیا جائے گا۔ ان امور میں غور کیا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کیے جانے والے اجتہاد کی مختلف اقسام بنتی ہیں۔ آئندہ صفحات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہادات کو (عبادات میں اجتہاد، معاملات و قضایا میں اجتہاد، جنگی امور میں اجتہاد، دنیوی امور میں اجتہاد) کے تحت بیان کیا جائے گا۔

۴. عبادات میں اجتہادِ نبوی ﷺ

عبادات میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض امور میں اجتہاد سے کام لیا ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۴.۱ کیفیتِ اذان میں اجتہاد

صحیح بخاری میں روایت ہے "أن ابن عمر كان يقول: كان المسلمون حين قدموا المدينة يجتمعون فيتحينون الصلاة ليس ينادى لها فتكلموا يوما في ذلك فقال بعضهم: اتخذوا ناقوسا مثل ناقوس النصارى وقال بعضهم: بل بوقا مثل قرن اليهود فقال عمر: أولا تبعثون رجلا ينادي بالصلاة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا بلال قم فناد بالصلاة"[13]۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب مسلمان مدینہ آئے تو وہ نماز کے لیے اندازے سے جمع ہوتے اور ان کو کوئی اس کے لیے نہیں بلاتا تھا۔ ایک دن انہوں نے اس بارے بات کی تو کچھ نے کہا: ہم نصاریٰ کے ناقوس کی طرح کوئی ناقوس مقرر کر لیں۔ بعض نے کہا کہ یہود کے قرن کی طرح کا کوئی قرن مقرر کر لو۔ حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا: تم نماز کے لیے بلانے کے لیے کسی آدمی کو کیوں نہیں بھیجتے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلال اٹھو اور نماز کے لیے پکارو۔ دیگر روایات کو ساتھ ملانے سے یہ پورا واقعہ سامنے آ جاتا ہے۔ اس واقعہ پر غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس بارے واضح ہدایت نہیں تھی اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کے بعد فیصلہ فرماتے ہوئے اجتہاد سے کام لیا۔

۴.۲ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی ابن سلول کے لیے استغفار کرنا اور اس کا جنازہ پڑھانا

سورۃ التوبہ کی آیت "اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ"[14] کی تفسیر میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "وقال الشعبي: لما ثقل عبد الله بن أبي انطلق ابنه إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: إن أبي قد احتضر فأحب أن تشهده وتصلي عليه فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ما اسمك. قال الحباب بن عبد الله قال: بل أنت عبد الله بن عبد الله إن الحباب اسم شيطان قال فانطلق معه حتى شهده وألبسه قميصه وهو عرق وصلى عليه فقيل له أتصلي عليه [وهو منافق] قال: إن الله قال {إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً} ولأستغفرن له سبعين وسبعين وسبعين"[15]۔ شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب

---

[13] البخاری، محمد بن اسماعیل، الامام، **الجامع الصحیح** (بیروت: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، ۱:۱۲۴۔

[14] التوبۃ، ۹:۸۰۔

[15] ابن کثیر، ابو الفداء، اسماعیل بن عمرو، الامام، **تفسیر القرآن العظیم المعروف تفسیر ابن کثیر** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ)، ۴:۱۶۶۔

عبد اللہ بن ابی کا آخری وقت آیا تو اس کا بیٹا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میرے والد کا آخری وقت ہے۔ آپ تشریف لے چلیں اور اس کو جا کر کلمہ کی تلقین کریں اور اس کا جنازہ پڑھائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس کا نام پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ حباب بن عبد اللہ ہے۔ آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا: تمہارا نام عبد اللہ بن عبد اللہ ہے کیوں کہ حباب تو شیطان کا نام ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ تشریف لے گئے یہاں تک کہ اس کے پاس گئے اور اس کو اپنی پسینے والی قمیص پہنائی۔ اس کا جنازہ پڑھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ اس کا جنازہ پڑھائیں گے جبکہ وہ منافق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اگر آپ ان کے لیے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں" اور میں اس کے لیے ستر مرتبہ، ستر مرتبہ اور پھر ستر مرتبہ استغفار کروں گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رئیس المنافقین کے لیے استغفار ستر مرتبہ سے زائد دفعہ کرنے کا کہنا اور اس کا جنازہ پڑھانا اجتہاد کی بنا پر تھا۔

۵. معاملات وقضایا میں اجتہاد

معاملات و قضایا میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کو ملوظ خاطر رکھا۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۵.۱ بیوی کو خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر بقدر ضرورت لینے کی اجازت دینا

ابو سفیان کی بیوی ہند کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ اپنی ضروریات کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے بقدر حاجت لے لینا۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ **"عن عائشة قالت: دخلت هند بنت عتبة امرأة أبي سفيان على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: يا رسول الله إن أبا سفيان رجل شحيح لا يعطيني من النفقة ما يكفيني ويكفي بني إلا ما أخذت من ماله بغير علمه فهل علي في ذلك من جناحٍ؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:خذي من ماله بالمعروف ما يكفيك ويكفي بنيك"**[16]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں، ہند بنت عتبہ جو ابو سفیان کی بیوی تھیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان ایک کنجوس آدمی ہے۔ وہ مجھے اتنا نفقہ نہیں دیتا جو میرے لیے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو مگر وہی (کفایت کرتا ہے) جو میں اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے لے لوں۔ کیا ایسا کرنے پر مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دستور کے مطابق اس کے مال میں سے اتنا لے لو جو تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند بنت عتبہ کو اپنے خاوند کے مال سے معروف طریقے کے مطابق مال لینے کی اجازت مراحمت فرمائی۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہادی فیصلہ تھا۔

۵.۲ بیوی کو حالت طہر میں طلاق کا حکم دینا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایام حیض میں طلاق دے دی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے بتایا گیا تو آپ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو رجوع کرنے کا حکم دیا اور اگر دوبارہ چاہیں تو حالت طہر میں طلاق دینے کا حکم دیا۔ صحیح مسلم میں روایت موجود ہے جو درج ذیل ہے۔ **"قال ابن جريج أخبرني أبو الزبير أنه سمع عبد الرحمن بن أيمن مولى عزة يسأل ابن عمر وأبو**

---

[16] مسلم بن الحجاج، ابو الحسین، الامام، **الجامع الصحیح** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س-ن)، ۱۳۳۸:۳۔

الزبير يسمع ذلك كيف ترى في رجل طلق امرأته حائضا؟ فقال: طلق ابن عمر امرأته وهي حائض على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأل عمر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إن عبد الله بن عمر طلق امرأته وهي حائض فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: ليراجعها فردها وقال:إذا طهرت فليطلق أو ليمسك قال ابن عمر: وقرأ النبي صلى الله عليه وسلم:يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ[۱۷]"[۱۸]۔ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے ابوزبیر نے خبر دی کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ایمن مولی عزۃ سے سنا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا جبکہ ابوزبیر اس بات کو سن رہے تھے، آپ کا اس آدمی کے بارے کیا خیال ہے جو اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دے؟ انہوں نے فرمایا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی ہے (تو اس کا کیا حکم ہے)؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اس سے رجوع کرے اور اس کو واپس لے آئے۔ اور فرمایا: جب وہ حالت طہر میں ہو تو اس کو طلاق دے دے یا روک لے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی "اے نبی جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو ان کو (طہر کی) مدت میں طلاق دو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کرنے اور لوٹانے کا حکم اجتہاد کی بناپر دیا۔

۵.۳ خالہ کو ماں کی مثل قرار دینا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کو ماں کی طرح قرار دیا ہے۔ اس کی دلیل سنن ابی داود کی درج ذیل روایت ہے۔"**عن علي قال: خرج زيد بن حارثة إلى مكة فقدم بابنة حمزة فقال جعفر: أنا آخُذُها أنا أحق بها ابنةُ عمي وعندي خالتها وإنما الخالة أم فقال علي: أنا أحق بها ابنة عمي وعندي ابنةُ رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي أحق بها فقال زيد:أنا أحق بها أنا خرجت إليها وسافرت وقدمت بها فخرج النبي صلى الله عليه وسلم فذكر حديثا قال:وأما الجارية فأقضي بها لجعفر تكون مع خالتها وإنما الخالةُ أُم**"[۱۹]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مکہ کی طرف نکلے۔ جب وہ واپس آئے تو ان کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی بھی تھیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو پرورش کے لیے میں لوں گا کیوں کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اس کی خالہ میرے پاس (یعنی میرے نکاح) میں ہے اور خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے اس لیے میں اس کا زیادہ حق رکھتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس (کی پرورش) کا زیادہ حق رکھتا ہوں کیوں کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میرے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے اور وہ اس کا زیادہ حق رکھتی ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کا زیادہ حق رکھتا ہوں کیوں کہ میں اس کی طرف گیا تھا، اس کی طرف سفر کیا تھا اور اس کو لے کے آیا ہوں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو انہوں نے حدیث بیان کی یعنی ان کو واقعہ بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس لڑکی کا فیصلہ جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں کرتا ہوں کیوں کہ ان کے پاس اس لڑکی کی خالہ ہے اور یقیناً خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کو ماں کا درجہ اپنے اجتہاد کی بنیاد پر دیا تھا۔

---

[۱۷] الطلاق، ۶۵:۱۔

[۱۸] مسلم بن الحجاج، **الجامع الصحیح**، ۲:۱۰۹۸۔

[۱۹] ابوداود، سلیمان بن اشعث، الامام، **السنن** (بیروت: دارالرسالۃ العالمیۃ، ۲۰۰۹ء)، ۳:۵۹۰۔

۶. جنگی امور میں اجتہاد

۶.۱. جنگ بدر میں جگہ تبدیل کرنا

غزوہ بدر کی لڑائی کے سلسلے میں آپ ﷺ نے اپنی رائے سے ایک جگہ متعین کی تھی، بعد میں حضرت حباب بن المنذر کی رائے سے وہ جگہ بدل دی۔ البدایۃ والنہایۃ میں ابن کثیر رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ "ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار سے پہلے چشمہ پر آئے ۔یہ میدان بدر کے قریب تر چشمہ تھا۔ بنی سلمہ کے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ حباب بن منذر بن جموع نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم! کیا اس مقام کا انتخاب، آپ نے وحی کی وجہ سے کیا ہے جس پر پس و پیش ہمارے لیے درست نہیں یا یہ جنگی تدبیر اور حکمت عملی ہے؟ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (وحی نہیں) بلکہ فوجی تدبیر ہے۔ یہ سن کر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ منزل مناسب نہیں بہتر ہو گا کہ آگے بڑھ کر چشمہ پر قبضہ کر لیں اور آس پاس کے کنوؤں کا پانی ختم کر دیں اور حوض میں سارا پانی بھر لیں۔ پھر جنگ کا آغاز کریں ہمیں پانی کی سہولت میسر ہو گی اور وہ پانی سے محروم رہیں گے۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مشورے کی تائید کی"[۲۰]۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے جس جگہ پڑاو کیا تھا وہ اپنے اجتہاد کی بنیاد پر کیا تھا۔

۶.۲. اساری بدر کے بارے فیصلہ

اساری بدر کے بارے فیصلہ اجتہاد و رائے کے ساتھ کیا گیا اگرچہ ان کے بارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ بھی کیا گیا تھا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس روایت میں ہے "**فلما كان يومئذ والتقوا فهزم الله المشركين، فقتل منهم سبعون رجلاً، وأسر منهم سبعون رجلا فاستشار رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أبا بكر وعليّا وعمر، فقال أبو بكر: يانبي الله، هؤلاء بنو العمّ والعشيرة والإخوان، فإني أرى أن تأخذ منهم الفداء، فيكون ما أخذنا منهم قوة لنا على الكفار، وعسى الله عز وجل أن يهديهم فيكونون لنا عضداً، فقال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: ماترى يا ابن الخطاب؟ فقال: قلت والله ما أرى ما رأى أبو. بكر، ولكني أرى أن تمكنني من فلان، قريبٍ لعمر، فأضرب عنقه، وتمكن عليا من عقيل فيضرب عنقه، وتمكن حمزة من فلان أخيه فيضرب عنقه، حتى يعلم الله أنه ليس في قلوبنا- هوادةٌ للمشركين، هؤلاءصناديدهم وأئمتهم وقادتهم، فهوى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ما قال أبو بكر، ولم يهو ما قلت فأخذ منهم الفداء**"[۲۱]۔ جب وہ (بدر کی لڑائی کا) دن ہوا اور وہ لشکر آمنے سامنے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست سے دوچار فرمایا۔ ان میں سے ستر مقتول ہوئے اور ستر قیدی بنے۔ ان قیدیوں کے بارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر، علی اور عمر رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قیدی ہمارے چچازاد بھائی اور خاندان کے لوگ ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ان سے فدیہ لے لیا جائے۔ یہ فدیہ کفار کے مقابلے کے لیے ہماری قوت کا باعث ہو گا اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمادے اور یہ ہمارے دست و بازو بن جائیں۔

---

[۲۰] ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمرو، الامام، **البدایۃ والنہایۃ، ترجمہ: تاریخ ابن کثیر** (کراچی: دارالاشاعت، ۲۰۰۸ء)، ۲: ۲۹۹۔

[۲۱] احمد بن حنبل، الامام، **المسند** (القاہرۃ: دارالحدیث، ۱۹۹۵ء)، ۱: ۲۶۰۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن الخطاب تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا میری رائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے کے برخلاف ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرا افلاں عزیز دے دیں کہ میں اس کی گردن اڑادوں۔ علی رضی اللہ عنہ کے سپرد عقیل کریں کہ وہ اس کی گردن اڑادے، حمزہ رضی اللہ عنہ کے سپرد ان کا قریبی عزیز کر دیں کہ وہ اس کی گردن ماریں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لیے کوئی رعایت نہیں ہے۔ یہ قیدی کفار کے قائد، امام اور پیشوا ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری رائے کی بجائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور ان قیدیوں سے فدیہ لے لیا۔

۶.۳. میدان جنگ کا انتخاب

جنگ احد میں میدان جنگ کے انتخاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد سے کام لیا تھا۔ اس کی دلیل درج ذیل ہے۔ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں کفار کے لشکر آنے کی مسلسل خبریں مل رہی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عسکری مہم کے بارے مشاورت کے لیے مجلس قائم کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رائے پیش کرتے ہوئے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ مدینہ سے باہر نہ نکلو۔ اگر مشرک باہر معسکر میں رہیں گے تو بغیر حصار کے بری جگہ پر رہیں گے۔ اگر وہ مدینہ میں داخل ہوں گے تو مسلمان ان سے گلیوں اور بازاروں میں جنگ لڑیں گے اور عورتیں چھتوں کے اوپر سے پتھر برسائیں گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رائے کی عبداللہ بن ابی ابن سلول نے موافقت کی لیکن جو صحابہ غزوہ بدر سے رہ گئے تھے انہوں نے باہر نکل کر لڑائی کرنے کا مشورہ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: " **والذی انزل علیک الکتاب لا اطعم طعاما حتی اجالدھم بسیفی خارج المدینة** " مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک میں مدینہ سے باہر ان کے ساتھ لڑائی نہ کر لوں۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رائے کو چھوڑ دیا اور صحابہ کے مشورہ کو تسلیم کرتے ہوئے اغلب رائے کے مطابق باہر نکل کر مقابلے کا فیصلہ فرمایا"[۲۲]۔

۶.۴. خندق کھودنے کا فیصلہ

غزوہ خندق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کی رائے کو اجتہاد اور رائے کے ساتھ قبول فرمایا۔ مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ نے سیرۃ النبی میں تحریر کیا ہے۔ "جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے لشکر کی خبریں سنیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایرانی ہونے کی وجہ سے خندق کے طریقہ سے واقف تھے۔ انہوں نے رائے دی کہ کھلے میدان میں نکل کر مقابلہ کرنا مصلحت نہیں۔ ایک محفوظ مقام میں لشکر جمع کر لیا جائے اور گرد خندق کھودلی جائے۔ لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور خندق کھودنے کے آلات مہیا کیے"[۲۳]۔ اس بارے ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کفار کے آنے کی خبر ہوئی اور ان کے عزائم کا حال معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ بقول ابن ہشام خندق کھودنے کا مشورہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے

[۲۲] صفی الرحمٰن مبارکپوری، مولانا، **الرحیق المختوم** (الریاض: مکتبۃ دارالسلام، ۱۹۹۴ء)، ۲۵۰، ۲۵۱۔
[۲۳] شبلی نعمانی، علامہ، سید سلیمان ندوی، **سیرۃ النبی** (لاہور: ادارہ اسلامیات پبلشرز، ۲۰۰۲ء)، ۱: ۲۶۲۔

دیا تھا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اجر و ثواب کی رغبت دلانے کی خاطر خود بھی خندق کھودنے میں حصہ لیا"[۲۴]۔

ان معاملات میں اگرچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ بھی طلب کیا گیا تھا لیکن ان کے مشورہ کو قبول کرنے کے معاملے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد کا استعمال فرمایا۔

۷.　امورِ دنیا میں اجتہاد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیوی امور میں اجتہاد سے کام لیتے تھے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۷.۱　حلال لونڈی کو حرام کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی لونڈی کو اپنے اوپر حرام کر لینا۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: " أن رسول الله ﷺ كانت له أمة يطؤها فلم تزل به عائشة وحفصة حتى حرمها على نفسه فأنزل الله عزوجل: "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ "[۲۵] إلى آخر الآية"[۲۶]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وطی کرتے تھے۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما اس بارے بات کرتی رہیں یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ نے آپ پر حلال کیا ہے آپ نے اس کو اپنے اوپر حرام کیوں کیا"۔ تفسیر ابن کثیر میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابن جریر الطبری رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

> "أن رسول الله ﷺ أصاب أم إبراهيم في بيت بعض نسائه فقالت: أي رسول الله في بيتي وعلى فراشي؟ فجعلها عليه حراما فقالت: أي رسول الله كيف يحرم عليك الحلال؟ فحلف لها بالله لا يصيبها. فأنزل الله: "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ"[۲۷] قال زيد بن أسلم فقوله: أنت علي حرام لغو"[۲۸]۔
>
> نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کے گھر ہم بستری کی۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے میرے گھر اور میرے بستر پر اس سے ہم بستری کی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ حلال کو کیسے اپنے اوپر حرام کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اٹھالی کہ ان سے ہم بستری نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ نے آپ پر حلال کیا ہے آپ نے اس کو اپنے اوپر حرام کیوں کیا"۔ زید بن اسلم فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول "انت علی حرام" کہ تو مجھ پر حرام ہے "لغو ہو گیا۔

---

[۲۴] ابن کثیر، **البدایۃ والنہایۃ**، ۲:۴۸۹۔

[۲۵] التحریم، ۶۶:۱۔

[۲۶] النسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب، الامام، **السنن المجتبیٰ** (حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، ۱۹۸۶ء)، ۷:۷۱۔

[۲۷] التحریم، ۶۶:۱۔

[۲۸] ابن کثیر، ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن عمرو، الامام، **تفسیر القرآن العظیم** (الریاض: دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹ء)، ۸:۱۵۸۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی کو جو اپنے اوپر حرام کیا تھا یہ اپنے اجتہاد کی بنا پر کیا تھا۔

۷.۲. شہد کو حرام کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد کی بنا پر اپنے اوپر شہد حرام کر لیا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی "الجامع الصحیح" میں نقل فرماتے ہیں۔" **عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يشرب عسلا عند زينب بنت جحش ويمكث عندها فواطيت أنا وحفصة على أيتنا دخل عليها فلتقل له: أكلت مغافير إني أجد منك ريح مغافير، قال: لا ولكني كنت أشرب عسلا عند زينب بنت جحش فلن أعود له وقد حلفت لا تخبري بذلك أحدا** "[۲۹]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پیتے اور کچھ دیر قیام کرتے۔ میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ آپ ﷺ جس کے پاس بھی آئیں گے تو وہ ان سے کہے گی کہ کیا آپ ﷺ نے مغافیر کھائی ہے کیوں کہ آپ ﷺ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں نے تو زینب بنت جحش کے ہاں سے شہد پیا ہے۔ میں قسم اٹھاتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ تم بھی اس کی خبر کسی کو نہ دینا۔ نبی کریم ﷺ کا شہد کو اپنے لیے حرام قرار دینا اپنے اجتہاد و قیاس کی بنیاد پر تھا حالانکہ شہد بذاتہ حلال ہے۔

۷.۳. کھجور کی پیوند کاری سے روکنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار مدینہ کو تابیر النخل (کھجوروں کی پیوند کاری) سے روکنا بھی اجتہادی بنیاد پر تھا۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی "الجامع الصحیح" میں یوں نقل کیا ہے۔"**قدم نبي الله صلى الله عليه وسلم المدينة وهم يأبرون النخل يقولون يلقحون النخل فقال:ما تصنعون؟ قالوا: كنا نصنعه قال: لعلكم لو لم تفعلوا كان خيرا فتركوه فنفضت أو فنقصت قال فذكروا ذلك له، فقال: إنما أنا بشر إذا أمرتكم بشيء من دينكم فخذوا به وإذا أمرتكم بشيء من رأيي فإنما أنا بشر**"[۳۰]۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہ کھجور کے درختوں کو تابیر کرتے تھے۔ وہ اس کو کھجور کے درختوں کو ملانا کہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم ایسے کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو یہ شاید یہ بہتر ہو۔ انہوں نے اس (تابیر کے عمل) کو چھوڑ دیا تو پھل کم ہوا۔ انہوں نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں بھی انسان ہوں۔ جب میں تمہیں کسی دینی معاملے کے بارے کوئی حکم دوں تو اس کو بجا لاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز کے بارے اپنی رائے سے کوئی حکم دوں تو میں بھی ایک انسان ہوں"۔ یعنی اس کو چاہو تو قبول کر لو اور اگر چاہو تو قبول نہ کرو۔

۷.۴. نابینا صحابی کی آمد کو ناپسند فرمانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کفار کے سرداروں کو دعوت دے رہے تھے کہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے نقل فرماتے ہیں۔"**أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوما يخاطب بعض عظماء قريش وقد طمع في إسلامه فبينما هو يخاطبه ويناجيه إذ أقبل ابن أم**

---

[۲۹] البخاری، **الجامع الصحیح**، ۶:۱۵۶۔

[۳۰] مسلم بن الحجاج، **الجامع الصحیح**، ۴:۱۸۳۵۔

مکتوم وکان ممن أسلم قديما، فجعل يسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن شيء ويلح عليه وود النبي صلى الله عليه وسلم أن لو كف ساعته تلك ليتمكن من مخاطبة ذلك الرجل طمعا ورغبة في هدايته. وعبس في وجه ابن أم مكتوم وأعرض عنه وأقبل على الآخر فأنزل الله تعالى: عَبَسَ وَتَوَلَّى أَنْ جاءَهُ الْأَعْمى وَما يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّى۔۔۔۔[31]"[32]۔ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے کچھ سرداروں سے مخاطب تھے کہ وہ اسلام قبول کرلیں۔جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مخاطب اور محو گفتگو تھے تو اچانک حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ یہ ابتداء میں ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے بارے سوال اور اصرار کرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خواہش ہوئی کہ کاش کہ وہ ہدایت میں رغبت اور طمع کے باوجود ابھی کچھ دیر سوال سے رک جاتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ناگواری کا اظہار کیا اور ان سے اعراض کرتے ہوئے دوسری طرف متوجہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ عبس کی ابتدائی آیات نازل فرمادیں۔" عَبَسَ وَتَوَلَّى أَنْ جاءَهُ الْأَعْمى وَما يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّى۔۔۔۔"[33]۔

۷.۵. خلاصہ بحث

سابقہ بحث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجتہاد کے بارے اجازت ملی ہوئی تھی۔ اسی اجازت کو بروئے کار لاتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی امور میں اجتہاد سے کام لیا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد میں یہ وصف موجود تھا کہ جہاں کوئی بھی فیصلہ اجتہاد کی بنا پر بہترین نہ ہوتا تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہو جاتی اور اس کی تصحیح ہو جاتی تھی یا پھر اس کی توثیق ہو جاتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی امور میں اجتہاد کی بنیاد پر فیصلے فرمائے۔ ان اجتہادی فیصلوں کے بارے ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اجتہادی فیصلے جن سے کسی شرعی کام کے بارے حکم یا ممانعت وارد ہوئی ہے ان کو" وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا"[34] کے تحت قبول کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اجتہادی فیصلے جو دینی امور سے متعلق نہیں ہیں بلکہ جنگی یا دنیاوی امور سے متعلق ہیں تو ان فیصلوں کو من و عن قبول کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ تابیر نخل کے معاملہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی وضاحت فرمادی:" فقال: إنما أنا بشر إذا أمرتكم بشيء من دينكم فخذوا به وإذا أمرتكم بشيء من رأيي فإنما أنا بشر"[35]۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" میں بھی انسان ہوں۔ جب میں تمہیں کسی دینی معاملے کے بارے کوئی حکم دوں تو اس کو بجالاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز کے بارے اپنی رائے سے کوئی حکم دوں تو میں بھی ایک انسان ہوں"۔

---

[31] عبس، ۸۰: ۱،۲۔

[32] ابن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم**، ۸: ۳۲۰۔

[33] عبس ۸۰: ۱، ۲، ۳۔

[34] الحشر ۵۹: ۷۔

[35] مسلم بن الحجاج، **الجامع الصحیح**، ۴: ۱۸۳۵۔

کتابیات

ابن الرشد الحفید، ابو الولید محمد بن احمد بن محمد، علامہ، **الضروری فی اصول الفقہ او مختصر الفقہ** (بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۴ء)۔

ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمرو، الامام، **البدایۃ والنہایۃ، ترجمہ: تاریخ ابن کثیر** (کراچی: دار الاشاعت، ۲۰۰۸ء)۔

ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمرو، الامام، **تفسیر القرآن العظیم** (الریاض: دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹ء)۔

ابن کثیر، ابو الفداء، اسماعیل بن عمرو، الامام، **تفسیر القرآن العظیم المعروف تفسیر ابن کثیر** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ)۔

ابو داود، سلیمان بن اشعث، الامام، **السنن** (بیروت: دار الرسالۃ العالمیۃ، ۲۰۰۹ء)۔

احمد بن حنبل، الامام، **المسند** (القاہرۃ: دار الحدیث، ۱۹۹۵ء)۔

الآمدی، ابو الحسن سید الدین علی بن ابی علی بن محمد بن مسلم الثعلبی، **الاحکام فی اصول الاحکام** (بیروت: المکتب الاسلامی، س-ن)۔

البخاری، محمد بن اسماعیل، الامام، **الجامع الصحیح** (بیروت: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)۔

بلیاوی، ابو الفضل عبد الحفیظ، مولانا، **مصباح اللغات** (لاہور: خزینہ علم وادب، س-ن)۔

الجوہری، اسماعیل بن حماد، الامام، **معجم الصحاح** (بیروت: دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۲۰۰۵ء)۔

الرازی، محمد بن ابو بکر، الامام، **مختار الصحاح** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۹۹۹ء)۔

شبلی نعمانی، علامہ، سید سلیمان ندوی، **سیرۃ النبی** (لاہور: ادارہ اسلامیات پبلشرز، ۲۰۰۲ء)۔

صفی الرحمٰن مبارکپوری، مولانا، **الرحیق المختوم** (الریاض: مکتبۃ دار السلام، ۱۹۹۴ء)۔

الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد، الامام، **المستصفیٰ** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۳ء)۔

فیروز آبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب، العلامۃ، **القاموس المحیط** (بیروت: دار احیاء التراث العربی ۱۹۹۷ء)۔

الکورانی، شہاب الدین احمد بن اسماعیل، **الدر اللوامع فی شرح جمع الجوامع** (مدینہ منورہ: الجامعۃ الاسلامیۃ، ۲۰۰۸ء)۔

مسلم بن الحجاج، ابو الحسین، الامام، **الجامع الصحیح** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س-ن)۔

النسائی، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب، الامام، **السنن المجتبیٰ** (حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، ۱۹۸۶ء)۔

وھبۃ الزحیلی، ڈاکٹر، **اصول الفقہ الاسلامی** (پشاور: کتب خانہ رشیدیہ، س-ن)۔